اکائی 3: حدیث شریف اور اس کی ادبی قدر و قیمت

اکائی کے اجزاء:

3.1 مقصد
3.2 تمہید
3.3 حدیث کی تعریف
3.4 حدیث کی اہمیت
3.5 حدیث کی تدوین
3.6 حدیث کا طرز بیان
3.7 حدیث کی ادبی قدر و قیمت
3.8 خلاصہ
3.9 نمونے کے امتحانی سوالات
3.10 فرہنگ
3.11 مطالعہ کے لئے معاون کتابیں

3.1 مقصد:

اس اکائی کے مطالعہ سے طلبہ کو حدیث کی ادبی قدر و قیمت سے آگاہ کرنا مقصود ہے۔ حدیث کی تشریعی حیثیت جس طرح مسلّم ہے، اسی طرح حدیث کی ادبی قدر و قیمت بھی کم نہیں، کیونکہ حدیث قرآن پاک سے مستفاد ہے۔ وہ سیّد الاولین والآخرین کا کلام ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم افصح العرب والعجم تھے۔ ظاہر ہے کہ آپ کے کلام بلاغت نظام سے کوئی دوسرا کلام مقابلہ کر ہی نہیں سکتا۔ اس اکائی سے طلبہ حدیث کے ادبی مقام اور فصاحت و بلاغت اور عربی زبان و ادب پر اس کے اثرات و احسانات سے واقف ہو سکیں گے۔

3.2 تمہید:

قرآن پاک نے جس طرح دلوں کی دنیا میں انقلاب برپا کیا اسی طرح اس نے عربی زبان کو بھی زندہ و جاوید بنا دیا۔ قرآن پاک کے بعد حدیث کا نمبر آتا ہے۔ حدیث نے عربی زبان کے ذخیرۂ ادب کو اپنی زبردست فصاحت، لازوال بلاغت، اپنی حکمتوں اور جوامع الکلم سے ثروت مند کیا۔ اس میں بہت ساری تراکیب کا اضافہ کیا، نئے محاورے دیے، نئی لفظیات سے اُس کو مالا مال کیا۔ انھیں سب پہلوؤں کو تفصیل سے ہم اس اکائی میں زیر بحث لائیں گے اور مختلف ذیلی سرخیوں اور عنوانات سے طلبہ کو موضوع کے مالہ و ماعلیہ سے واقف کرائیں گے اور حدیث کی ادبی اہمیت و مقام پر مختلف حوالوں سے روشنی ڈالیں گے، تا کہ موضوع ان کی گرفت میں اچھی طرح سے آسکے۔

3.3 حدیث کی تعریف:

لفظی طور پر حدیث کا معنی بات، گفتگو اور نئی چیز ہوتا ہے۔ اصطلاح میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات، آپ کا قول و عمل اور آپ کی تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔ تقریر کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی موجودگی میں کوئی بات کہی گئی یا کوئی کام کیا گیا اور آپ نے اس پر نکیر نہیں کی تو اس کے ساتھ صحابہ کرام کے فیصلے اور اقوال و آراء بھی حدیث میں شامل ہیں اور اسی طرح صدر اوّل کے مسلمان معاشرے کے مجموعہ طرز عمل کو بھی بعض ائمہ مثلاً امام مالک حدیث میں شامل کرتے ہیں، مگر عمومی طور پر حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل و تقریر ہی کو کہتے ہیں۔

اگر چہ قرآن پاک کے بعد حدیث کا درجہ ہے اور اُس کی بہت سی فنی اقسام صحیح، حسن، ضعیف وغیرہ ہوتی ہیں، لیکن ادبی مطالعہ میں حدیث کے صحت و سقم کو یا جرح و تعدیل کو زیر بحث نہیں لایا جاتا۔ حدیث صحیح ہو یا غیر صحیح، ادیب ان کو اس نظر سے دیکھے گا کہ وہ کلام کے طریقوں میں سے ایک طریقہ اور معانی و مطالب کے سرچشموں میں ایک سرچشمہ ہیں اور قرآن سے ماخوذ و مستفاد ہونے کی وجہ اعلیٰ درجہ کا اسلوب بیان ہے، یہاں تک کہ ضعیف و کمزور احادیث میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلوب بیان ہی کی نقل کی گئی ہے اور آپ ہی کے الفاظ و اصطلاحات استعمال کیے ہیں، اس لئے ان کی ادبی و لسانی قدر و قیمت مسلّم ہے۔

3.4 حدیث کی اہمیت:

حدیث کی شرعی حیثیت یہ ہے کہ وہ قرآن کے بعد شریعت کا دوسرا مصدر اور سورس ہے اور اس ادبی و لسانی حیثیت اور اہمیت یہ ہے کہ جس طرح قرآن پاک نے عربی ادب کو ایک لازوال زبان بنا دیا۔ اسی طرح حدیث نے بھی اس کو مختلف طرح سے مالا مال کیا ہے۔ حدیث کے ادب، لفظیات، محاورات و اصطلاحات کے زبردست اثرات عربی نثر پر پڑے ہیں۔ قرآن کے بعد مذہبی، تہذیبی و ثقافتی امور میں اسی کا کردار سب سے بڑا ہے۔ عبادات و حقوق کے متعلق قوانین اور قواعد و ضوابط بنانے کا سب سے بڑا ماخذ اور مرجع یہی ہے۔ قرآن پاک کو سمجھنے کے لیے سب سے زیادہ مضبوط و معتبر ذریعہ حدیث ہے، کیونکہ وہ قرآن کی تفسیر کرتی ہے، اُس کے اجمال کو کھولتی ہے، اس کے مطلق حکم کو مقید کرتی اور اس کے عام حکم کو خاص بنا دیتی ہے۔ اگر چہ وہ احادیث جو صحیح و ثابت سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں، ان کی تعداد کم ہے، تاہم فصاحت و بلاغت اور فیضان سماوی کی چھاپ ان پر بالکل ظاہر و باہر ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش میں پیدا ہوئے جو قریش کا فصیح ترین قبیلہ تھا۔ بنو سعد جو عرب کا فصیح ترین قبیلہ تھا اس میں آپ نے دودھ پیا۔ قرآن کریم کا نزول آپ پر ہوا، اس کی زبان پر مکمل عبور، عربوں کی زبان پر وسیع اطلاع اور نئے نئے اسالیب اختراع کرنے کی کامل مہارت بلند معانی کی تعبیر کے لئے جامع تعبیرات اختیار کرنے کی زبردست صلاحیت رکھتے تھے۔ دینی و مذہبی، اخلاقی و تعلیمی و تربیتی مطالب ادا کرنے کے لئے نئی ترکیبیں اور نئے الفاظ وضع فرما لیتے تھے۔ غرض حدیث کے ادبی مطالعہ کی بڑی اہمیت ہے اور عربی زبان و ادب خصوصاً نثر کے ارتقاء کا کوئی بھی مطالعہ حدیث کے جائزہ کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتا، اس لئے ہر مؤرخ ادب حدیث کی ادبی

حیثیت اوراس کے مقام ومرتبہ کا جائزہ لیتا ہے کہ عربی زبان کا کوئی طالب علم اس سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔

3.5 حدیث کی تدوین:

جس طرح قرآن کی کتابت وتدوین اس کے نزول کے ساتھ ساتھ ہی ہوتی رہی اس طرح حدیث کی تدوین نہیں ہوئی۔اس کا ایک سبب تو یہ تھا کہ کتابت وتدوین کے آلات و وسائل کم تھے۔پڑھنے لکھنے کا رواج عرب معاشرہ میں ابھی شروع ہوا تھا۔دوسرے یہ خوف تھا کہ کہیں قرآن وحدیث دونوں باہم مختلط نہ ہوجائیں،اس لئے شروع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے علاوہ کچھ بھی لکھنے سے منع فرمادیا تھا،بعد میں اجازت دے دی،تاہم آپ نے زکوٰۃ کے احکام اور بعض دوسرے احکام بعض صحابیوں کے لئے لکھوائے۔ مختلف ملوک وسلاطین عالم کے نام خطوط لکھوائے،جنھیں تاریخ نے محفوظ رکھا۔مختلف قبائل کے ساتھ تحریری معاہدے کیے۔مدینہ کی مردم شماری کروائی،وغیرہ۔یہ ساری لکھی ہوئی چیزیں بعد میں مجموعہائے احادیث کے لئے اساس اور بنیاد بن گئیں۔اس کے علاوہ متعدد صحابیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اپنے ذاتی مجموعوں میں جمع کیے اور یہ مجموعے ان کے اخلاف واولاد اور شاگردوں کو منتقل ہوئے۔ایسے صحابیوں کی تعداد بہت ہے۔ان ذاتی چھوٹے بڑے مجموعوں نے بھی بعد میں احادیث کی کتابوں کے لئے بنیادی سورس کا کام دیا۔تیسرا طریقہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی زبانی نقل وروایت اور حفظ ونسلاً بعد نسلٍ آگے منتقل کرنے کا تھا،جس میں حضرت ابو ہریرہ وحضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کی مرویات ہزاروں سے تجاوز کرگئیں۔صحابہ سے تابعین اور ان سے اتباع تابعین نے علم وتحقیق اور درس وتعلیم حدیث کے متعدد حلقے مختلف شہروں میں بنالیے اور اس طرح علم حدیث ایک مفصل ومنقح شکل اختیار کرتا چلا گیا۔پھر اموی دورِ حکومت میں خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز نے باضابطہ اپنے گورنروں کو حدیث کی تدوین کی طرف متوجہ رہا۔اس کے بعد مختلف شہروں مکہ،مدینہ،کوفہ،بصرہ وغیرہ میں باضابطہ حدیث کے اوّلین مجموعے ترتیب دینے کی کوششیں شروع ہوگئیں،چنانچہ امام مالک کی مؤطا، مصنف عبدالرزاق،جامع معمر بن راشد وغیرہ لکھی گئیں۔اس کے بعد پورے عالم اسلام میں درس حدیث کی مجلسیں،محدثین کے حلقے اور طالبانِ علم حدیث کے اخذ حدیث کے لئے دور دراز کے اسفار کا دور شروع ہوا۔نقل درنقل اور روایت درروایت کی ایسی گرم بازاری میں حدیث کا حجم بھی بہت زیادہ بڑھا۔فتنہ وضع حدیث بھی شروع ہوا جس کے سدباب کے لئے علماءِ حدیث نے متعدد علوم مثلاً اصول حدیث،علم جرح وتعدیل وغیرہ کے اصول وقواعد مرتب کیے۔

ایک بڑا مسئلہ یہ پیش آیا کہ علماء نے سالہا سال تک زبانی روایت کی بنا پر حدیث کے الفاظ بعینہٖ رکھنے کو محال قرار دیتے ہوئے اپنے الفاظ میں حدیثوں کے مفہوم کو روایت کرنے کی اجازت دے دی،جس کو روایت بالمعنی کہتے ہیں۔سیاسی نزاعات،مسلکی،جماعتی اور مشربی اختلافات نے ہزاروں حدیثیں اپنی دعوت کی تائید اور اپنے میلان کی ترجیح میں اختراع کروادیں۔بعض عابد زاہد لوگوں نے معاشرہ کی اصلاح کے مقصد سے بھی فضائل اعمال کی بہت سی حدیثیں گھڑلیں۔قرآن مجید کی سورتوں کے فضائل،بعض شہروں اور شخصوں کے فضائل پر مشتمل حدیثیں وضع کی گئیں۔قریش کی تمام عرب پر فضیلت،عجم پر عرب کی فضیلت،بعض صحابہ کی بعض پر فضیلت کے باب میں بھی حدیثیں بنائی گئیں۔وضع حدیث کی اس تحریک کے ذریعہ ان لوگوں نے عربی معقولات،محاورے،کہاوتیں،دانش مقولے اور عجمی آراء وافکار کا ایک بڑا حصہ حدیث میں شامل کردیا،جس نے تقریروخطابت،بحث و مناظرہ،شعروشاعری اور مذہبی وعظ وخطابت نیز زہد ورقاق کی کتابوں پر گہرا اثر ڈالا۔

اس میں شک نہیں کہ گروہ محدثین نے حدیث کے غث وثمین کو چھانٹنے کی بڑی کوششیں کی ہیں۔مسلمانوں کے علوم وفنون میں علم حدیث کو بہت بڑا درجہ حاصل ہے اور اس فن میں ہزاروں کتابیں لکھی گئی ہیں۔تیسری صدی ہجری میں حدیث کے وہ مستند مجموعے بخاری،مسلم،ترمذی،نسائی،ابوداؤد،ابن ماجہ وغیرہ مدوّن کیے گئے جن کو صحاح ستہ کہا جاتا ہے۔

3.6 حدیث کا طرز بیان:

تاریخ ادب عربی کے معروف مصنف استاذ احمد حسن زیات حدیث کے طرزِ بیان کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پر باوجود برجستگی کے فیضان سماوی کا اثر،غیر معمولی صلاحیت کا نشان اور بلاغت ودل نشینی کی مہر نظر آتی ہے اور ان کا طرز بیان قرآن،قرآن مجید کے اسلوب کی نسبت زمانۂ نبوت کے طرز بیان سے قریب تر ہے۔تاہم وہ اپنی ظاہری چمک دمک،عبارت کی ترتیب وروانی،واضح ومعین غرض وغایت کو بیان کرنے کے لئے سلجھے ہوئے مناسب الفاظ لانے،بیان کے حسن حال ہونے اور جس سے گفتگو کی جائے اس کی بولی کے مطابق ہونے کی وجہ سے ممتاز ہیں۔دوسری زبانوں سے مطابقت ایسی شکل میں بہت زیادہ نمایاں ہوجاتی تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر سے آنے والے وفود سے مخاطب ہوتے تھے۔تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غریب الفاظ استعمال کرتے، مقفّٰی عبارت کا التزام کرتے اور وفود سے گفتگو کرنے کے لئے آپ ایسے الفاظ بھی بول لیتے تھے جو قریش کے ہاں تو متروک تھے،مگر ان وفود کے قبائل کی زبانوں میں مستعمل تھے۔

حدیث اپنے طرز بیان میں نہایت ممتاز ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوامع الکلم دیے گئے تھے، چنانچہ حدیث میں روانی طبعی کا جمال، الفاظ کا جلال اور قدرتی وطبعی استدلال نمایاں ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تشبیہ و تمثیل، کلیمانہ کلام اور حسن جواب اور فی البدیہہ گفتگو پر قدرت حاصل تھی۔انبیاء کرام اصل میں انسانیت کے معلم ہوتے ہیں اور تعلیم و تربیت میں سب سے بہتر طریقہ اور مؤثر اسلوب تمثیل وتشبیہ کا طریقہ ہے۔

3.7 حدیث کی ادبی قدر و قیمت:

جاحظ عربی زبان وادب کا بے نظیر ادیب، متکلم اور ناقد ہے۔اس نے حدیث کی ادبی قدر و قیمت بیان کرتے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے کلام کی صفت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے :لم یتکلم الا بکلام قدحف بالعصمة وشید بالتائیدویسر باالتوفیق "(البیان والتبیین ۲/ ۱۷) یعنی رسول اللہ ﷺ کا کلام عصمت سے ڈھکا ہوا ہے، تائید غیبی سے مضبوط ہے اور توفیق الٰہی اس کی ہم عناں ہے۔جاحظ نے حدیث کی فصاحت وبلاغت پر دال جوامع الکلم مثال میں پیش کیے ہیں جن کے حروف کی تعداد کم اور معانی کثیر ہیں۔مثلاً آپ نے انصار کی منقبت میں فرمایا: ''اماوالله ماعلمتکم الالتقلون عندالطمع وتکثرون عندالفزع (خدا کی قسم میں نے تم کو نہیں جانا مگر یہ کہ تم فائدہ کی امید کے وقت کم ہوتے ہو اور جنگ کی ضرورت پڑے تو سب آجاتے ہو'' اور فرمایا: المسلمون تتکافؤدمائهم ویسعی بذمهتم ادناهم وهم یدعلی من سواهم ''مسلمانوں کے خون برابر ہیں، ان میں کا ادنی آدمی بھی ان کی طرف سے گارنٹی لے سکتا ہے اور وہ دوسروں کے خلاف سب متحد ہیں'' اور آپ کا قول: لا تزال امتی صالحاًامرهامالم ترالامانة مغنماوالصدقة مغرما'' میری امت میں بھلائی رہے گی جب تک امانت کو مال غنیمت اور صدقہ کو جرمانہ نہ سمجھائے۔اور آپ کا قول: المستشار مؤتمن یعنی جس سے مشورہ مانگا جائے وہ پوری امانت داری سے مشورہ دے۔اور آپ کا قول: ان احبکم الیی واقربکم منی مجالس یوم القیامة احاسنکم اخلاقاًالمؤطئون اکنافاالذین یألفون ویؤلفون وان ابغضکم الیی وابعدکم منی مجالس یوم القیامة الثرثارون المتفیهقون "تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت میں مجھ سے قریب تر وہ ہوں گے جن کے اخلاق اچھے ہیں جو نرم خو ہیں جو لوگوں کو جوڑتے ہیں اور تم میں سے مجھے سب سے زیادہ ناپسند اور قیامت میں مجھ سے دور وہ ہوں گے جو بہت بولتے ہیں، بال کی کھال نکالتے ہیں اور چبا چبا کر بولتے ہیں''۔اور آپ کا قول: ماا ملق تاجر صدوق: صادق وامین تجارت کرنے والا کبھی محتاج نہ ہوگا۔اور آپ کا فرمان: رحم الله عبداًقال خیرافغنم اوسکت فسلم'' اللہ اس بندے پر رحم کرے کہ بولے تو اچھی بات بولے اور بھلائی پائے یا چپ رہے تو سلامتی پائے''۔

اور فرمایا: ان الله یرضی لکم ثلاثاویکره لکم ثلاثاً: یرضی لکم ان تعبدوه لاتشرکوابه شیئاًوان تعصموابحبله جمیعاًولاتتفرقواوان تناصحوامن ولاه الله امرکم ویکره لکم قیل وقال وکثرة السوال واضاعة المال'' اللہ تم سے تین چیزیں چاہتا ہے اور تین چیزیں ناپسند کرتا ہے، پسند یہ کرتا ہے کہ تم اسی کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اس کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو، متفرق نہ ہو، آپس میں ہمدرد بنو اپنے حکمراں کے خیر خواہ رہو، قیل وقال، کثرت سوال اور مال کی بربادی کو وہ ناپسند کرتا ہے۔اور فرمایا: یقول ابن آدم :مالی مالی ،وانمالك من مالك ماا کلت فافنیت اولبست فابلیت اووهبت فامضیت ''۔ابن آدم میرا مال میرا مال چلاتا ہے، حالانکہ تمہارا مال تو وہ ہے جو تم نے کھا کر ختم کر دیا یا پہن کر پرانا کر دیا یا ہدیہ میں دوسرے کو دیکر آگے بھیج دیا۔اور آپ کا ارشاد: ان قوما رکبواسفینة فی البحرفاقتسموافصارلکل رجل موضع فنقررجل موضعه بفأس فقالواماتصنع؟قال هومکانی أصنع به ماشئت،فان اخذواعلی یدیه نجاونجواوان ترکوه هلك وهلکوا۔ کچھ لوگ ایک کشتی میں سوار ہوئے اور قرعہ ڈال کر کشتی میں جگہیں آپس میں بانٹ لیں، اب ہر آدمی کو ایک جگہ مل گئی تو ایک آدمی نے کلہاڑی لیکر اپنی جگہ کھودنی شروع کر دی، لوگوں نے کہا یہ کیا کر رہے ہو بھئی؟ کہنے لگا میری جگہ ہے میں اس کا جو چاہوں کروں، اب اگر سب لوگ اس کا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں تو وہ بھی بچے گا اور دوسرے لوگ بھی ورنہ وہ بھی ہلاک ہوگا دوسرے بھی۔اور آپ کا قول: اوصانی ربی بتسع ،اوصانی باخلاص فی السروالعلانیة وبالعدل فی الرضاوالغضب وبالقصدفی الغنی والفقروأن اعفوعمن ظلمنی ،واعطی من حرمنی واصل من قطعنی وان یکون صمتی فکرا،ونطقی ذکراونظری عبراً'' میرے رب نے مجھے نو باتوں کا حکم دیا ہے مجھے حکم دیا ہے کہ کھلے اور چھپے اخلاص برتوں، رضامندی وناراضگی ہر حال میں انصاف کروں، مالداری وفقر ہر حال میں اعتدال سے کام لوں، جو مجھ پر ظلم کرے اس کو معاف کر دوں جو مجھے محروم کرے میں اسے دوں جو میری قطع رحمی کرے میں اس کے ساتھ صلہ رحمی کروں، اور یہ کہ میری خموشی فکر، میرا بولنا خدا کا ذکر اور میرا دیکھنا عبرت پکڑنا ہو۔''

اس کے علاوہ کتب امثال میں رسول اللہ ﷺ کے بعض اقوال وکلمات بھی نقل کیے گئے ہیں جو محاورے اور ضرب الامثال بن گئے ہیں مثال کے طور پر: ان المنبت لاارضاًقطع ولاظهراًابقی: سواری کو تیز دوڑا کر قافلہ سے کٹ جانے والا نہ مسافت طے کرتا ہے اور نہ سواری ہی بچا پاتا ہے۔المؤمن هین لین کالجمل الآنف،ان قیدانقادان

انیخ علی صخرۃ استناخ: مؤمن نکیل پکڑے ہوئے اونٹ کی طرح نرم خواور اطاعت شعار ہوتا ہے، اگر اسے ہانکا جائے تو چلنے لگتا ہے اور اگر اُسے چٹان پر بٹھادیا جائے تو وہ بیٹھ جاتا ہے۔لوتوکلتم علی اللہ لرزقکم کمایرزق الطیر تغدو خماصاً وتعود بطاناً: اگر تم خدا پر بھروسہ کرلو تو وہ پرندوں کی طرح تم کو روزی پہنچائے گا کہ صبح کو خالی پیٹ نکل جاتے ہیں اور شام کو بھرے پیٹ لوٹ کر آتے ہیں۔مثل المؤمن کالنحلۃ لایاکل الاطیباو لادلایطعم الاطیبا: مؤمن شہد کی مکھی کی طرح ہے خوش ذائقہ چیز کھاتا ہے اور خوش ذائقہ چیز ہی کھلاتا ہے: انکم لن تسعوالناس باموالکم فسعوھم باخلاقکم تم تمام انسانوں کو اپنے مال سے خوش نہیں کر سکتے تو ان کو اپنے اخلاق سے خوش کرو۔

آپ نے فرمایا: المؤمن الف مألوف ولاخیرفی من لایألف ولایؤلف: مؤمن ملنسار اور ہر دل عزیز ہوتا ہے اور جو شخص ملنسار اور خوش اخلاق نہ ہو اس میں کوئی بھلائی نہیں۔ایاکم وخضراء الدمن،المرأۃ الحسناء فی المنبت السوء: دیکھو گھورے کی سبزی سے بچو یعنی اُس حسینہ سے جو خراب ماحول میں پلی ہو۔المرأۃ کالضلع ان رمت قوامھاکسرتھا: عورت پسلی کی طرح ہے اگر تم اُسے سیدھا کرنے لگو گے تو اس کو توڑ ڈالو گے۔

الناس کلھم سواسیۃ کاسنان المشط: تمام انسان کنگھی کے دانتوں کی طرح برابر ہیں۔جنۃ الرجل دارہ: انسان کی جنت اس کا گھر ہے۔

حدیث میں آئے یہ محاورے، ضرب الامثال اور کہاوتیں عربی زبان وادب پر بہت مؤثر ہوئے ہیں۔اس کی خاص وجہ یہ ہے ک مسلمانوں نے تمام علوم اسلامیہ میں جو زبردست اعتناء اور توجہ حدیث کو دی اتنی کسی علم کو نصیب نہیں ہوئی۔ہر زمانہ میں حدیث کی کتابیں، دواوین، ان کی شرحیں، معاجم، انڈیکس اور تشریحات پر مبنی کتابیں لکھی گئیں۔حدیث کی کتابوں کے اختصار، ترجمے اور حاشیے لکھے گئے۔حدیث کی کتب کے مختلف عالمی زبانوں میں ترجمے ہوئے، محدثین، رواۃ اور رجال حدیث پر عظیم الشان کتابیں لکھی گئیں۔یوں حدیث کے حوالہ سے بالواسطہ عربی زبان وادب کی خدمت بھی ہوتی رہی ہے۔حدیث نے عربی نثر کو ایک خاص آہنگ اور اسلوب دیا اور اس کی ثروت مندی میں زبردست اضافہ کیا۔اس لیے علماومؤرخین ادب قرآن پاک کے بعد عربی زبان وادب پر حدیث کے گہرے اور وسیع الاطراف اثرات کا تذکرہ کرتے اور حدیث کی شان میں رطب اللسان رہتے ہیں۔

3:8 خلاصہ

حدیث نبی اکرم ﷺ کے کلام کو کہتے ہیں۔حدیث نے عربی زبان کے ذخیرۂ ادب کو اپنی زبردست فصاحت، لازوال بلاغت، اپنی حکمتوں اور جوامع الکلم سے ثروت مند کیا۔اس میں بہت ساری تراکیب کا اضافہ کیا، نئے محاورے دیے، نئی لفظیات سے اُس کو مالا مال کیا۔

حدیث کی ادبی ولسانی حیثیت اور اہمیت یہ ہے کہ جس طرح قرآن پاک نے عربی ادب کو ایک لازوال زبان بنا دیا۔اسی طرح حدیث نے بھی اس کو مختلف طرح سے مالا مال کیا ہے۔حدیث کے ادب، لفظیات، محاورات واصطلاحات کے زبردست اثرات عربی نثر پر پڑے ہیں۔قرآن کے بعد مذہبی، تہذیبی وثقافتی امور میں اسی کا کردار سب سے بڑا ہے۔عبادات وحقوق کے متعلق قوانین اور قواعد وضوابط بنانے کا سب سے بڑا ماخذ اور مرجع یہی ہے۔قرآن پاک کو سمجھنے کے یہی سب سے زیادہ مضبوط ومعتبر ذریعہ حدیث ہے، کیونکہ وہ قرآن کی تفسیر کرتی ہے، اُس کے اجمال کو کھولتی ہے، اس کے مطلق حکم کو مقید کرتی اور اس کے عام حکم کو خاص بنا دیتی ہے۔اگرچہ وہ احادیث جو صحیح وثابت سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں، ان کی تعداد کم ہے، تاہم فصاحت وبلاغت اور فیضان سماوی کی چھاپ ان پر بالکل ظاہر وباہر ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش میں پیدا ہوئے جو قریش کا فصیح ترین قبیلہ تھا۔بنوسعد جو عرب کا فصیح ترین قبیلہ تھا اس میں آپ نے دودھ پیا۔قرآن کریم کا نزول آپ پر ہوا، اس کی زبان پر مکمل عبور، عربوں کی زبان پر وسیع اطلاع اور نئے نئے اسالیب اختراع کرنے کی کامل مہارت بلند معانی کی تعبیر کے لئے جامع تعبیرات اختیار کرنے کی زبردست صلاحیت رکھتے تھے۔دینی ومذہبی، اخلاقی و تعلیمی وتربیتی مطالب ادا کرنے کے لئے نئی ترکیبیں اور نئے الفاظ وضع فرمالیتے تھے۔غرض حدیث کے ادبی مطالعہ کی بڑی اہمیت ہے اور عربی زبان وادب خصوصاً نثر کے ارتقاء کا کوئی بھی مطالعہ حدیث کے جائزہ کے بغیر مکمل نہیں ہوسکتا۔

شروع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے علاوہ کچھ بھی لکھنے سے منع فرما دیا تھا لیکن بعد میں اجازت دے دی۔تاہم آپ نے زکوٰۃ کے احکام اور بعض دوسرے احکام بعض صحابیوں کے لئے لکھوائے۔مختلف ملوک وسلاطین عالم کے نام خطوط لکھوائے، جنھیں تاریخ نے محفوظ رکھا۔مختلف قبائل کے ساتھ تحریری معاہدے کیے۔مدینہ کی مردم شماری کروائی، وغیرہ۔یہ ساری لکھی ہوئی چیزیں بعد میں مجموعہائے احادیث کے لئے اساس اور بنیاد بن گئیں۔اس کے علاوہ متعدد صحابیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اپنے ذاتی مجموعوں میں جمع کیے اور یہ مجموعے ان کے اخلاف واولاد اور شاگردوں کو منتقل ہوئے۔ایسے صحابیوں کی تعداد بہت ہے۔ان ذاتی چھوٹے بڑے مجموعوں نے بھی بعد میں

احادیث کی کتابوں کے لئے بنیادی سورس کا کام دیا۔تیسرا طریقہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی زبانی نقل وروایت اور حفظ ونسلاً بعد نسلٍ آگے منتقل کرنے کا تھا،جس میں حضرت ابوہریرہ وحضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کی مرویات ہزاروں سے تجاوز کرگئیں۔صحابہ سے تابعین اوران سے اتباع تابعین نے علم وتحقیق اور درس وتعلیم حدیث کے متعدد حلقے مختلف شہروں میں بنالیے اوراس طرح علم حدیث ایک مفصل شکل اختیار کرتا چلا گیا۔پھر اموی دور حکومت میں خلیفہ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیز نے باضابطہ اپنے گورنروں کو حدیث کی تدوین کی طرف متوجہ رہا۔اس کے بعد مختلف شہروں مکہ،مدینہ،کوفہ،بصرہ وغیرہ میں باضابطہ حدیث کے اوّلین مجموعے ترتیب دینے کی کوششیں شروع ہوگئیں،چنانچہ امام مالک کی مؤطا،مصنف عبدالرزاق،جامع معمر بن راشد وغیرہ لکھی گئیں۔اس کے بعد پورے عالم اسلام میں درس حدیث کی مجلسیں،محدثین کے حلقے اور طالبانِ علم حدیث کے اخذ حدیث کے لئے دور دراز کے اسفار کا دور شروع ہوا۔یہ علم حدیث کا ذرین دور تھا اور حدیث کی وہ کتابیں جو صحاح ستہ کہی جاتی ہیں اسی دور میں وجود پذیر ہوئیں۔

حدیث کے ذخیرہ میں جوامع الکلم بہت بڑی تعداد میں ہیں جن کی ادبی حیثیت بھی مسلم ہے۔اور مؤرخین ادب ان کو اپنی کتابوں میں ادب کے شہ کار ٹکڑوں کی مثال میں پیش کیا کرتے ہیں مثال کے طور پر آپ ﷺ نے فرمایا:ان الله يرضى لكم ثلاثاويكره لكم ثلاثاً:يرضى لكم ان تعبدوه لاتشركوابه شيئاًوان تعصموابحبله جميعاًولاتتفرقواوان تناصحوامن ولاه الله امركم ويكره لكم قيل وقال وكثرة السوال واضاعة المال" اللہ تم سے تین چیزیں چاہتا ہے اور تین چیزیں ناپسند کرتا ہے،پسند یہ کرتا ہے کہ تم اسی کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اس کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو،متفرق نہ ہو،آپس میں ہمدرد بنو اپنے حکمراں کے خیر خواہ رہو،قیل وقال،کثرت سوال اور مال کی بربادی کو وہ ناپسند کرتا ہے۔اور فرمایا:يقول ابن آدم :مالي مالي ،وانمالك من مالك مااكلت فافنيت اولبست فابليت اووهبت فامضيت"۔ابن آدم میرا مال میرا مال چلاتا ہے،حالانکہ تمہارا مال تو وہ ہے جو تم نے کھا کر ختم کردیا یا پہن کر پرانا کردیا یا ہدیہ میں دوسرے کو دیکر آگے بھیج دیا۔

اس کے علاوہ کتب امثال میں رسول اللہ ﷺ کے بعض اقوال وکلمات بھی نقل کیے گئے ہیں جو محاورے اور ضرب الامثال بن گئے ہیں مثال کے طور پر:ان المنبت لاارضاًقطع ولاظهراًابقى:سواری کو تیز دوڑا کر قافلہ سے کٹ جانے والا نہ مسافت طے کرتا ہے اور نہ سواری ہی بچا پاتا ہے۔المؤمن هين لين كالجمل الآنف،ان قيدانقادان انيخ على صخرة استناخ:مؤمن نکیل پکڑے ہوئے اونٹ کی طرح نرم خو اور اطاعت شعار ہوتا ہے،اگر اسے ہانکا جائے تو چلنے لگتا ہے اور اگر اُسے چٹان پر بٹھا دیا جائے تو وہ بیٹھ جاتا ہے۔غرض یہ کہ حدیث کی ادبی قدر وقیمت بہت زیادہ ہے اور اس کی تشریعی حیثیت کے ساتھ ہی عربی ادب کے طالب علم کو حدیث کی بلاغت اور اس کے ادبی اثرات پر بھی نظر رکھنی چاہیے۔

3:9 فرہنگ

مسلم: تسلیم شدہ

جوامع الکلم: وہ الفاظ جن میں الفاظ کم اور معانی زیادہ ادا کر دیے جائیں

مالہ وماعلیہ: کسی موضوع کے مثبت اور منفی تمام پہلو

اجمال: ایسا اختصار جس میں بات پوری نہ کھل سکے

مطلق: بغیر کسی شرط کے، پورا

مختلط: ملا جلا

حجم: سائز

وضع حدیث: حدیث گھڑنا

مشربی: مکتب فکر سے متعلق

رقاق: زہد وتقوی سے متعلق باتیں جو دل کو نرم کریں

غث وثمین: کوڑا کرکٹ، بودی چیزیں، تلچھٹ

متکلم: بولنے والا، علم کلام کا جاننے والا

فقر: غربت

گھورا: گندگی ومیل کچیل

دواوین: دیوان کی جمع، مجموعہ کلام یا کسی بھی موضوع پر متعلقہ مواد کا مجموعہ

اعتناء: توجہ

معاجم: ڈکشنریاں

رواۃ: راوی کی جمع، روایت کرنے والا

مستعار: ماخوذ، ادھار لیا ہوا

رطب اللسان: یعنی زبان پر ہمیشہ اس کا چرچا رہتا ہے۔

منقح: کانٹ چھانٹ کر الگ وممتاز کیا ہوا، اصلاح یافتہ

3:10 نمونہ کے امتحانی سوالات

س،۱۔ حدیث کی تدوین پر ایک مختصر نوٹ لکھیے

س،۲۔ قرآن وحدیث کے متن میں ادبیت کے لحاظ سے کیا فرق ہے؟

س،۳۔ حدیث نے عربی زبان وادب کو کس طرح متاثر کیا؟

س،۴۔ جوامع الکلم پر روشنی ڈالیے اور بعض مثالیں دیجئے

س،۵۔ حدیث کی روایت باللفظ اور روایت بالمعنی سے ادبی لحاظ سے کیا فرق پڑتا ہے وضاحت کریں؟

3:11 مطالعہ کے لیے معاون کتابیں:

۱۔د۔شوقی ضیف، تاریخ الادب العربی المجلد الثانی، العصر الاسلامی،

۲۔د۔احمد حسن الزیات، تاریخ الادب العربی، اردو ترجمہ عبدالرحمٰن طاہر سورتی

۳۔د۔عمر فروخ، تاریخ الادب العربی

۴۔د۔احمد امین، فجر الاسلام

۵۔اردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور مادہ حدیث